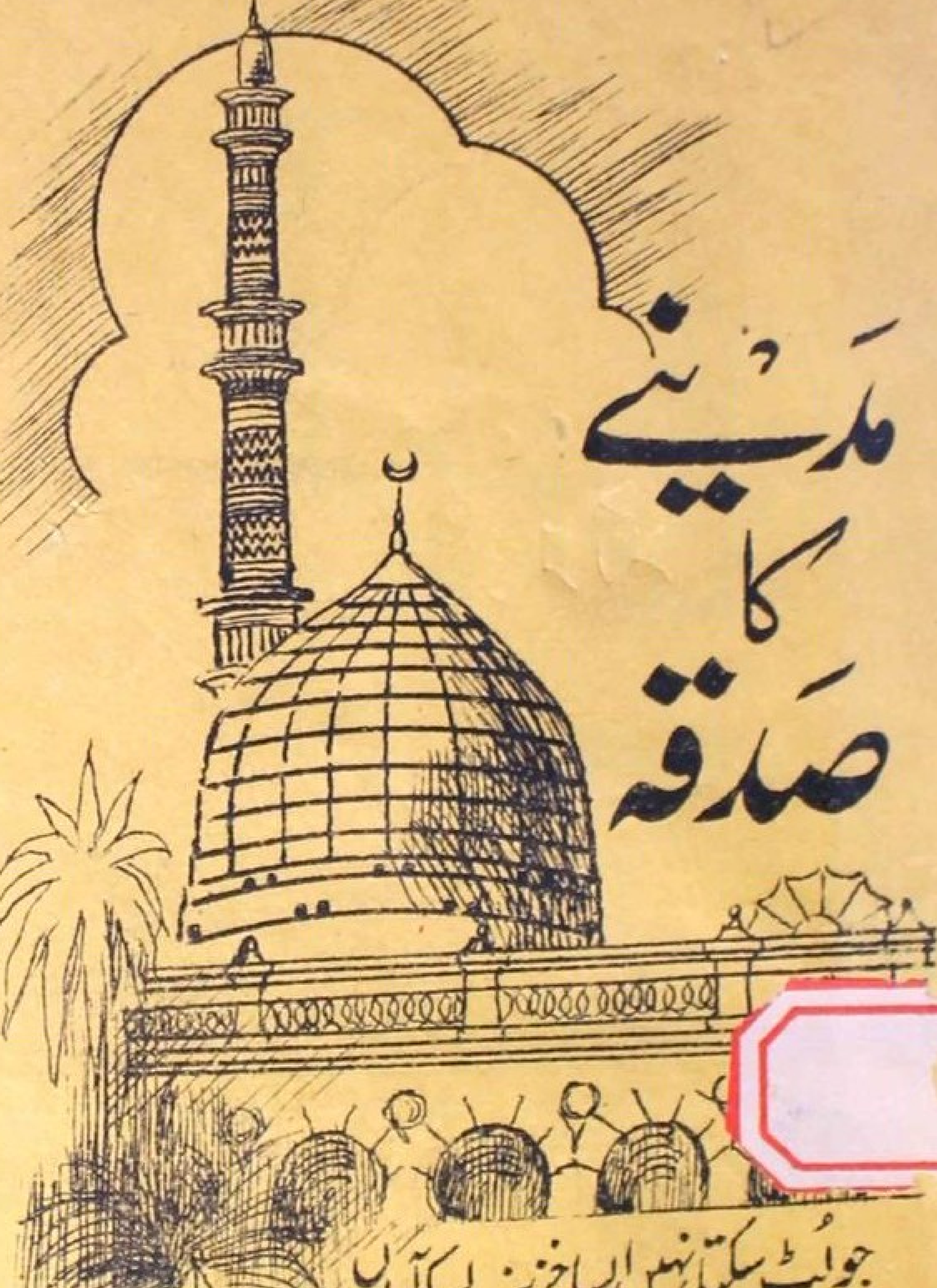
مدینے کا صدقہ



جو لُٹ سکتا نہیں ایسا خزینہ لے کے آیا ہوں
دلِ پُر درد میں اپنے مدینہ لے کے آیا ہوں

تیسرا ایڈیشن

۴۰ نئے پیسے

مرزا شکور بیگ



مدینے کا صدقہ

جو لٹ سکتا نہیں ایسا خزینہ لے کے آیا ہوں
دلِ پُر درد میں اپنے مدینہ لے کے آیا ہوں

مرزا اشکور بیگ

پانچواں اڈیشن

ایک روپیہ (علاوہ محصول ڈاک)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"مدینے کا صدقہ" میری نعتوں کا پہلا مجموعہ ہے۔ ۱۳۸۰ھ میں مجھے حج کی سعادت اور مدینہ منورہ میں حاضری کی عزت نصیب ہوئی۔ اسی سال میری نعتیہ شاعری کی ابتدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کلام کو ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ ایک ایک ہزار کے چار اڈیشن ختم ہو گئے۔ ادھر دو تین سال سے تو اس کا ایک نسخہ بھی ملنا مشکل ہو گیا تھا۔ سال بہ سال جدید مجموعہ کی طباعت ہوتی رہی مگر پانچویں اڈیشن کی باری نہ آئی۔ اب اس کی طباعت کی صورت نکلی ہے تو کاغذ، کتابت، طباعت غرض ہر چیز کے دام بڑھ گئے۔ اس لئے اس اڈیشن میں اور اضافہ کی ہمت نہ ہوئی۔ معمولی رد و بدل کے ساتھ یہ پانچواں اڈیشن حاضر ہے۔ اسی کے دوسرے اڈیشن کی طباعت کے وقت میرے پیر و مرشد حضرت مولانا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب قبلہ رحؒ نے "ارشاداتِ عالیہ" سے سرفراز فرمایا تھا وہ اس اڈیشن میں بھی شامل ہیں۔ میرے قدیم ساتھی الحاج ڈاکٹر غلام دستگیر رشید کا تعارف بھی اسی وقت کا ہے۔ اس کتابچہ کے متعلق اور جو رائیں ملی تھیں ان کو بھی تبرکاً شامل رکھا گیا ہے۔

مدینہ منورہ میں جنھیں حاضری کی عزت نصیب نہیں ہوئی ہے انھیں اس کی تڑپ ضرور ہوتی ہے مگر جو ایک بار بھی وہاں حاضر ہو چکے ہیں ان کی تڑپ کا رنگ کچھ اور ہوتا ہے، آج کل تو حج کی

آزمائشیں بھی بدل گئی ہیں۔ اب ہم اس زمانہ سے دوچار ہیں جس کا نقشہ ان احادیث میں موجود ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں "ایک زمانہ وہ بھی آئیگا کہ مالدار سیر و تفریح کی غرض سے حج کرینگے۔ متوسط طبقہ کے لوگ تجارت کیلئے۔ علماء ریا اور شہرت کیلئے اور فقراء بھیک مانگنے کیلئے حج کو جائینگے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "آخر زمانہ میں حاجیوں کی کثرت ہو جائیگی، انکے لئے سفر کرنا آسان ہو جائیگا، روزی بافراط ملے گی مگر وہ محروم اور چھنے ہوئے واپس ہوں گے۔"

"یرجعون محرومین ومسلوبین" کے الفاظ ہیں۔ اس سخت آزمائشی دور میں اللہ تعالیٰ عازمانِ حج کو نام کا نہیں بلکہ کام کا حاجی بنائے۔ حج ایسا مقدس فریضہ ہے کہ صاحب استطاعت پر عمر میں ایک دفعہ فرض ہے ایسے فریضہ کی اچھی ادائی کیلئے پہلے سے جو بھی تیاری کیجائے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کی درستی کے ساتھ ان مقدس مقامات کی حاضری نصیب فرمائے کہ واپسی پر سب کو زندگی بدلی ہوئی معلوم ہو۔ یہی مقبول حج کی نشانی بھی ہے۔

عازمانِ حج اور دیگر اصحاب سے بھی جنکے ہاتھوں میں یہ مجموعہ پہنچے میری عاجزانہ گزارش ہے کہ آپ اپنی دعاؤں میں اس حقیر کو نہ بھولیں اور بطور خاص دعا بھی فرمائیں کہ ادب و احترام کیساتھ مدینہ منورہ میں رہنا اور وہیں مرنا نصیب ہو۔

خاکپائے اہل اللہ
مرزا شکور بیگ
۳۰ رجمادی الاول سنہ ۱۳۹۱ھ م ۲۴ رجولائی ۱۹۷۱ء

"سفینہ" سیف آباد
حیدرآباد آندھرا پردیش
ٹیلیفون ۲۲۳۵۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشادات عالیہ

حضرت الحاج مولٰنا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب نقشبندی و قادری (رحمۃ اللہ علیہ)

مرزا شکور بیگ صاحب نے اپنے سفر حج و زیارت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعتوں کا جو مجموعہ تیار کیا ہے وہ الحمدللہ خاص و عام میں بہت مقبول ہوا ہے۔ اب اسکی دوبارہ اشاعت ہو رہی ہے جو مقبولیت کی دلیل ہے۔ نعت شریف میں جو والہانہ عقیدت اور وارفتگی کے جذبات ہیں۔ ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھیں بفضلہٖ تعالیٰ مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفان حاصل ہو رہا ہے اور یہ وہ نعمت ہے جو انشاءاللہ تعالےٰ سرمایۂ دارین بنے گی۔ یہ شرف صرف خاص خاص خوش تقدیروں ہی کے نصیب میں آتا ہے جو صدقہ ہے شاہِ مدینہ سے محبت کا۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ ط

ابوالحسنات سید عبداللہ کان اللہ لہٗ

حسینی علم۔ حیدرآباد

۱۱ رمحرم الحرام سنہ ۱۳۸۲ھ

۱۴ رجون سنہ ۱۹۶۲ء پنجشنبہ

رائے

حضرت مولانا سیّد محمد بادشاہ حسینی صاحب قادری الیتق (رحمۃ اللہ علیہ)

سابق معتمد مجلس علمائے دکن

نعتیہ کلام کا یہ مجموعہ "مدینہ کا صدقہ" اخی فی اللہ جناب حاجی مرزا شکور بیگ صاحب کے سچّے جذبات کا آئینہ دار ہے۔ حاضری روضۂ اقدس کے موقع پر جبکہ صاحبانِ نسبت کے دل بھر آتے ہیں تو جی چاہتا ہے کہ اچھے سے اچھے شعر زبان پر جاری ہوں ایسے وقت فی الحقیقت اس کلام کا لطف ہے۔ مقامِ مسرت ہے کہ ہمارے محبّ عزیز اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہیں۔ دُعا ہے کہ حق تعالےٰ ان کے کلام کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے اور ان کیلئے سرمایۂ آخرت ثابت ہو۔

۱۷ رجمادی الآخر ۱۳۸۳ھ فقیر محمد بادشاہ حسینی (رح)

رائے

عالی جناب عبد الماجد صاحب دریا بادی مدیر "صدق جدید" لکھنو

"پُرکیف و پُردرد نعتیہ نظموں کا مجموعہ شاعرانہ اعتبار سے بھی خوب ہے۔ ایک نعت گو شاعر مرزا شکور بیگ سے مل کر جی خوش ہوا۔ پہلے مزاحیہ رنگ کی شاعری کرتے تھے۔ برجستگی، آمد اور بذلہ سنجی میں شوکت تھانوی مرحوم کی ہم طرح۔ اب شاعر صرف نعت کہتے ہیں اور تاثر میں ڈوب کر کہتے ہیں۔

"سفر دکن" —— صدق جدید جلد ۱۴ ع ۱۱ ۱۵ فروری ۱۹۶۴ء

تعارف

جناب ڈاکٹر غلام دستگیر رشید صاحب ایم - اے - پی - ایچ - ڈی صدر شعبہ فارسی جامعہ عثمانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

بحمد اللہ نصیب ہو تو حسنِ رفاقت بھی کیسی نعمت ہے خدا کی بڑی رحمت ہے، ترقی کرتے کرتے کہاں تک پہنچتی ہے۔ حَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیْقًا ۝ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی ۝

یادش بخیر۔ جناب الحاج مرزا شکور بیگ صاحب میرے کالج کے ساتھی ہیں برسوں پروفیسر مولٰنا الیاس برنیؒ کے فیضِ صحبت و سایۂ تربیت میں ساتھ گزارے۔ اسکے بعد حضرت مولٰنا سید عبد اللہ شاہ صاحب قبلہ زاد اللہ فیضہٗ کی توجہ عالی سے دونوں وابستہ ہوئے۔ مرزا کی طبیعت میں ہنسی مذاق کا جوہر خداداد ہے، خوب ہنستے ہنساتے ہیں، ذراست و لطافت سے گدگدیاں چٹکیاں لیتے ہیں، فقرے کستے ہیں، لطیفے سناتے ہیں۔ شاعری میں بھی بذلہ سنجی سے افسردہ دلوں کی کلیاں کھلاتے ہیں، محفل کو باغ و بہار بناتے ہیں، پھڑکتے ہیں پھڑکاتے ہیں۔ حسنِ قبول گلے کا ہار ہے۔ لطفِ سخن پر عجب نکھار ہے۔

اُردو کے مشہور مذاحیہ شاعر حضرت اکبر الہ آبادی مرحوم نے سچ کہا ہے ع

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا۔ آخر بفضلہ بزرگوں کی نظر کیمیا اثر اور اہلِ دل کی صحبت و تربیت رنگ لائی۔ مرزا کے دل نے چوٹ کھائی۔ سینہ میں "سوزِ دل" سے آگ لگ گئی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آقائے مدینہ کا ارشاد کہ اے عائشہؓ کیا میں خدا کا قدر شناس اور شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ انکے گوشِ دل میں گونجنے لگا۔ اسی کی اتباع میں وہ بھی مسلسل پُرخلوص کوشش کئے جا رہے ہیں کہ "عَبْدًا شَكُورًا" بن جائیں۔ انشاء اللہ "شکور" کی یہ سعی "مشکور" ہے "وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا"

ع: یا رب تو مرا بدین آرزو برساں

جب ساقی رب سے ملنے والی یہ شراب طہور "سَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا" دو آتشہ ہو گئی تو سفرِ حج و زیارتِ رسولؐ کیلئے یہ کہتے ہوئے روانہ ہوئے ؎

ان کی رحمت تو کوئی دیکھے ذرا — میں مدینے کو چلا
میرے آقا نے مجھے یاد کیا — میں مدینے کو چلا

علامہ اقبال نے اس "آشکارا دیدہ و شنید" کو امتی کے لئے "اسریٰ" اور سفرِ معراج فرمایا ہے کہ ضمیرِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی اپنی مسجدِ اقصیٰ ہے ؎

آشکارا دید نقش اسریٰ ما ۞ در ضمیرش مسجدِ اقصائے ما

(حضور رسالت میں بہ یاد کردے اقوامِ شرق)

رحمۃ للعالمینؐ کی بیکس پناہ بارگاہ میں پہنچکر مرزا صاحب نے یہ معروضہ پیش کیا ؎

خدا کیلئے اپنا جلوہ دکھا دے ۞ شرابِ محبت نظر سے پلا دے

مری زندگی کو عبادت بنا دے

وہیں یہ راز کھلا کہ ؎

پہنچے جو مدینہ کو یہ راز کھلا مرزا ۞ اللہ کا جو گھر ہے وہ "کوئے محمدؐ" ہے

ان نغماتِ عقیدت و عرضِ نیاز کا نام آپ نے "مدینہ کا صدقہ" رکھا ہے

اس مناسبت سے نئے استعاروں، نئے اشاروں سے بھی کام لیا ہے ؎

اس گنبدِ خضرا کے تصدق سے الٰہی ٭ سرسبز رہے سینے میں ارمانِ مدینہ

یہ ارمان اس درجہ تر و تازہ رہا کہ واپسی میں شاعر کو یہ کھٹک برابر بے چین کئے دیتی تھی کہ ؎

میں کس پانی سے مرزاؔ آگ سینے کی بجھاؤں گا
خدا جانے مدینہ یاد آجائے تو کیا ہوگا!

بہرحال ظاہر و باطن میں اُجالا لیکر "عید نشکور" شکر کا یہ گیت گاتے ہوئے لوٹے ؎

میں قرباں جس نے اس ذرہ کو بھی تابندگی بخشی
میں صدقے اس کے جس نے مجھ کو ایسی زندگی بخشی

آنے کے بعد بھی جناب مرزاؔ کے لذت آشنا دل کی یہی رٹ ہے ؎

مدینے کے لئے بیتاب ہے دل ٭ مرے آقا مجھے پھر یاد کیجے

کسی عازمِ حج سے ملتے ہیں تو بے اختیار گزارش کرتے ہیں ؎

سعادت حاضری کی جب ملے دربارِ عالی میں ٭ گزارش ہے کہ اس ناچیز کو بھی یاد کر لینا

یہ حالت کیوں نہ ہو کہ "نورِ محمدی" نے خاکِ مرزاؔ کو اپنا پروانہ بنا ڈالا، پروانے کو خاکستر بنتے اکثر دیکھا اور دکھایا گیا ہے لیکن خاکستر کو پروانہ بنانا ارتقاء کی معراج ہے ؎

جب حسنِ محمدؐ کی اک شمع ہوئی روشن ٭ خاکسترِ مرزاؔ کو پروانہ بنا ڈالا

ایکبار ایک دوست نے یہ شعر سنایا تو دل ع حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد کا مصداق بن گئے۔

ایک رات میرے معروضہ پر اپنی محبت سے مرزا صاحب نے چند خاص احباب

کی محفلِ خاص میں عزمِ سفر سے لیکر واپسی تک کے واردات کی ترجمان نظموں کو اس ترتیب اور ترتیل سے سنایا کہ سماں بندھ گیا اور ہمیں یوں محسوس ہونے لگا کہ گویا ہم بھی ہم سفر ہیں۔

اب دوبارہ اس مجموعے کی اشاعتِ عام سے اس سعادت میں وہ سارے ناظرین و سامعین کی شرکت کا سامان فرما رہے ہیں۔ امید کہ سعید روحیں اس کا ہر طرح پُرجوش استقبال کرینگی اور احباب ان اشعار کے مطالعے سے اللہ ورسول کی شمعِ محبت کی لَو بڑھاتے رہیں گے۔ ایسے کلام سے ایمانی جوش ترقی کرتا ہے، اسلامی خلوص کا رنگ نکھرتا ہے، حج وزیارت کے ولولے اور ملّی خدمت انسانی کے حوصلے پر تولنے لگتے ہیں۔

بیان جذبات کی روانی میں کہیں کہیں محاورہ یا فن کی کوتاہی کھٹکی تو مرزا غالب مرزا شکور کی وکالت کرنے لگے کہ ؎

نالہ پابندِ نَے نہیں ہے ٭ فریاد کی کوئی لَے نہیں ہے

خود حضرت غالب کو بھی نعت گوئی کی ان نزاکتوں کا اندازہ ہے انھوں نے بھی نعت میں کیا خوب موتی پروئے ہیں لیکن آخر میں اس کام کو خدا کے حوالے کرتے ہیں کہ وہی ذاتِ مرتبہ دانِ محمدؐ ہے ؎

منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی ٭ قسمت کھلی ترے قد و رخ سے ظہور کی

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم ٭ کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

جن فضاؤں میں جنابِ نعل، دستگیر، حضرت حمزہ و شایق کے نغمے

گو بجھتے تھے آج اس عقیدت و محبّت نے مدینے کے صدقے میں نئی زندگی پائی ہے۔ پڑھنے والے محبّت بھرے دلوں سے مخلصانہ التجا ہے کہ وہ اپنے 'مرزا' اور انکے اس بے نوا 'ہم نوا' کیلئے حضرت امیر مینائی کی زبان میں ؎

مدینہ جائیں پھر آئیں مدینہ پھر جائیں ؛ تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

کی دُعا فرماتے رہیں۔ بحق طٰہٰ و یٰسین۔ اللہ آمین کرے۔

غلام غلامانِ آلِ محمّدؐ

(ڈاکٹر) غلام دستگیر رشید عفی اللہ عنہٗ

صدر شعبہ فارسی - عثمانیہ یونیورسٹی

مسجد حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب قبلہ

۷ محرم الحرام ۱۳۸۲ھ - ۱۰ جون ۱۹۶۲ء

دُعا

سب سے ہوں حقیر، سب سے گندہ ہوں میں
دراصل گناہوں کا پلندہ ہوں میں
اب چاہے سزا دے کہ نوازے مجھ کو
ہر حال میں خوش ہوں، ترا بندہ ہوں میں

کونین کے مختار یہاں جلوہ نما ہیں ؛ کس چیز کی پھر کہئے مدینہ میں کمی ہے
جو بھی ہنوں کم ہے کہ حبیب نام سے انکے ؛ ہم نے یہی دیکھا ہے بلا اپنی ٹلی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دُرُودِ تُنَجِّیْنَا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ

اے اللہ نازل فرما درود و رحمت ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپکی

صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ

آل پر ایسا درود و رحمت کہ اسکے سبب سے ہم نجات حاصل کریں ہمارے تمام خوفوں

وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا

اور آفات سے اور بر آئیں اسکے سبب سے ہماری تمام حاجتیں اور پاک ہو جائیں ہم ہماری

مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَكَ

اسکی وجہ سے تمام برائیاں اور بلند ہو جائیں ہمارے اسکی وجہ سے آپکے پاس

اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ

کے اعلیٰ مقامات اور پہونچ جائیں ہم اس کی وجہ سے

مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ

انتہائی تمام بھلائیوں تک زندگی میں اور مرنیکے بعد بھی

اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؕ

اس لئے کہ آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

حمد

تو ہی سب سے اوّل ہے، تو ہی سب سے آخر ہے
ذات سے ہے پوشیدہ، قدرتوں سے ظاہر ہے
جانتا ہے تُو سب کچھ، دیکھتا ہے تُو سب کو
سب کا پالنے والا، مقتدر ہے قادر ہے

اب بلایا ہے تو پھر اور بلانا مجھکو
سبز گنبد کے مکیں بھول نہ جانا مجھ کو
حسرتِ دید لئے دُور سے آیا ہوں میں
شربتِ دید کئی بار پلانا مجھکو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ
لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

(میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اپنے کلام سے نہیں کی بلکہ اپنے کلام کو آپ کے نام پاک سے زینت دی)

درد فرقت جو بڑھا حد سے سوا — ہو گیا فضل خدا
میری قسمت کا ستارہ چمکا — میں مدینے کو چلا
ایک بھی مجھ سا گنہگار نہیں — ایسا بدکار نہیں
اُن کی رحمت تو کوئی دیکھے ذرا — میں مدینے کو چلا
لاکھ چھُپ چھُپ کے ترا نام لیا — دل مگر جھوم گیا
دل تو کیا جھوم گئی ساری فضا — میں مدینے کو چلا
آگ الفت کی دبائے نہ دبی — نہ کوئی بات بنی
آج تک راز جو تھا فاش ہوا — میں مدینے کو چلا
میرے آنسو مرے کام آ ہی گئے — مدعا پا ہی گئے
میرے آقا نے مجھے یاد کیا — میں مدینہ کو چلا
تم مجھے کہتے ہو سرتا پا خطا — میں تو ہوں اس سے برا
میری تقدیر تو دیکھو مرزا — میں مدینے کو چلا

التجا

(درِ کعبہ شریف پر)

ایک بھکاری غم کا مارا
جس کا نہیں ہے کوئی سہارا
آیا ہے تیرے در پہ داتا
دے دے صدقہ اپنے کرم کا
تُو خالق ہے تیرا سب ہے
میرا اگر تُو ایک ہی رب ہے
تو ہے دِلوں کا موڑنے والا
ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والا
یاد سے اپنی غافل مت کر
معتوبوں میں شامل مت کر
دے دے غلامی اپنے نبیؐ کی
آلِ نبیؐ اولادِ علیؓ کی
عشقِ محمدؐ دل میں بھر دے
پست ہوں مجھ کو بالا کر دے
سوئی ہوئی تقدیر جگا دے
ذرّہ کو خورشید بنا دے

عشق کی دنیا میں آخر نام پیدا کر گئے
باندھ کر احرام گویا جیتے جی ہم مر گئے
دل پہ جو گزری ہمارے لامکاں والے نہ پوچھ
تیرے گھر کو دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر گئے

در بارہ مدینہ منورہ کی پہلی حاضری

قریب آگیا جب مدینے کا گلشن
ہوئی تیز سے تیز تر دل کی دھڑکن

یکایک سبھی حسرتیں جاگ اٹھیں
بڑھا دی ہجوم تمنا نے الجھن

لبوں میں تڑپ ہے قدم چومنے کی
دعا ہاتھ کرتے ہیں ملجائے دامن

ہے بے تاب جھکنے کو سر سنگِ در پر
فدا ہونے بے چین ہے سارا تن من

میں کھویا ہوا ہوں مگر سامنے اب
نہ عقبیٰ کی دھن ہے نہ دنیا کا ہے دھن

نہ دل میرے بس میں نہ میں اپنے بس میں
کسی کے ادب نے جھکا دی ہے گردن

جو سوچا تھا واں منہ سے کچھ بھی نہ نکلا
مگر پارہ پارہ ہوئے سارے بندھن

رواں ہو گئے اشک اس طرح جیسے
جھڑی لگ گئی ہے مہینہ ہے ساون

بتاؤں میں پھر کیا ہوا میرے مرزا
گری برق اور جل گیا سارا خرمن

نہ پہلا سا غم ہے نہ پہلی خوشی ہے
نئی دھن، نیا دل، نئی زندگی ہے

معروضہ

بہ بارگاہِ بیکس پناہ رحمۃ للعالمین خاتم النبیین سید حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کہاں میں کہاں اُن کا دربارِ عالی
حقیقت بنی ہے مِری خوش خیالی
دلِ مضطرب نے مراد اپنی پالی
نظر آ گئی اُن کے روضہ کی جالی
مدینہ کے داتا غریبوں کے والی
نہ لوٹائیے گا مجھے ہاتھ خالی

مِرا یا خطا کار حاضر ہوا ہے
ندامت سے اور شرم سے سر جھکا ہے
گناہوں کی تفصیل بے انتہا ہے
شفاعت کا تیری بس اک آسرا ہے
مدینہ کے داتا غریبوں کے والی
نہ لوٹائیے گا مجھے ہاتھ خالی

نظر پاک ہے اور نہ دل پاک میرا
لباسِ عبادت ہے صد چاک میرا

دکھا دو یہ ہو جائے سب خاک میرا
فقط دیدۂ دل ہو نمناک میرا

مدینہ کے داتا غریبوں کے والی
نہ لوٹاؤ گے مجھے ہاتھ خالی

کرم سے مرا بختِ خفتہ جگا دے
خدا کے لئے اپنا جلوہ دکھا دے
شراب محبت نظر سے پلا دے
مری زندگی کو عبادت بنا دے

مدینہ کے داتا غریبوں کے والی
نہ لوٹاؤ گے مجھے ہاتھ خالی

نہ دُنیا کا میں مرتبہ چاہتا ہوں
نہ عقبیٰ کا کوئی صلہ چاہتا ہوں
تری نیم شب کی دُعا چاہتا ہوں
ترے نام پر خاتمہ چاہتا ہوں

مدینہ کے داتا غریبوں کے والی
نہ لوٹاؤ گے مجھے ہاتھ خالی

جو طالب ہیں اسکے انھیں سیم و زر دے
مرے دل کو اپنی محبت سے بھر دے

مری شام غم کو خوشی کی سحر دے
غلاموں میں شامل مرا نام کر دے

مدینہ کے داتا غریبوں کے والی
نہ لوٹایئے گا مجھے ہاتھ خالی

کوئی وقت ہو شام ہو یا سحر ہو
تصوّر ترا میرے پیشِ نظر ہو
زباں پر ترا نام قدموں پہ سر ہو
مرا خاتمہ ہو تو ایمان پر ہو

مدینہ کے داتا غریبوں کے والی
نہ لوٹایئے گا مجھے ہاتھ خالی

خدا نے دکھایا ہے یہ در تمہارا
نہیں دونوں عالم میں کوئی ہمارا
غلاموں کا ہوتا ہے آقا سہارا
کرم کیجے مرزا پہ، ہے غم کا مارا

مدینہ کے داتا غریبوں کے والی
نہ لوٹایئے گا مجھے ہاتھ خالی

جو جان ہے شیدائے ابروئے محمدؐ ہے
جو دل ہے گرفتارِ گیسوئے محمدؐ ہے

کعبہ میں بھی جب انکی یاد آئی کہا دل نے
اللہ کے گلشن میں خوشبوئے محمدؐ ہے

ہے روح میں جو مستی صدقہ ہے مدینے کا
دل جس سے منور ہے وہ روئے محمدؐ ہے

بدلے پہ اڑے رہنا ہر ایک کی عادت ہے
بدلے سے گزر جانا یہ خوئے محمدؐ ہے

دربار میں حاضر ہوں یوں محوِ عبادت ہوں
منھ کعبے کی جانب ہے دل سوئے محمدؐ ہے

ان قدموں کے میں صدقے جن قدموں کی برکت سے
اب تک بھی ہواؤں میں خوشبوئے محمدؐ ہے

پہنچے جو مدینے کو یہ راز کھلا مرزا
اللہ کا جو گھر ہے وہ کوئے محمدؐ ہے

گلزارِ مدینہ چمنستانِ مدینہ — رونق ہے ترے دم کی یہ سب جانِ مدینہ
بیچارے غلاموں کی یتیموں کی بن آئی — مجبوروں کا غمخوار ہے سلطانِ مدینہ
دربار کے دروازہ پہ کیا خوب کٹے گی — اللہ بنا دے مجھے دربانِ مدینہ
اِک نظرِ کرم ہو تو چمک جائے مقدر — سردارِ رسل رحمتِ کُل جانِ مدینہ
اس گنبدِ خضرا کے تصدق سے الٰہی — سرسبز رہے سینے میں ارمانِ مدینہ
پوچھے یہ کوئی حضرتِ مالکؒ کی نظر سے — ہم آپ سمجھ سکتے نہیں شانِ مدینہ

اس ذرہ نوازی پہ مجھے ناز ہے مرزا
بے مثل گنہگار ہے مہمانِ مدینہ

ہر وقت تسلّی ہے ہر آن دلاسا ہے — رحمت کا مدینے میں انداز نرالا ہے
جس حسن کو کعبے کے پردے میں چھپا دیکھا — وہ حسن مدینے میں ظاہر ہے دوبالا ہے
ظاہر بھی ہوا روشن باطن بھی ہوا روشن — سرکار کے آنے سے ہر سمت اجالا ہے
جس وقت مدینے سے رخصت کی گھڑی آئی — کس طرح سے مت پوچھو اس دل کو سنبھالا ہے

ہو نعتِ مبارک کا حق کیسے ادا مرزا
عظمت مرے آقا کی تعریف سے بالا ہے

اک حور جیسے جلوہ دکھا کر چلی گئی — گہرائیوں میں دل کی سما کر چلی گئی
چھوٹا درِ حبیب تو محسوس یوں ہوا — جنت ہمارے ہاتھ میں آ کر چلی گئی

سنتے ہی کہ چھٹنے کو ہے گلزار مدینہ — قابو میں نہیں ہے دلِ بیمار مدینہ
سرکار کے قدموں کا تصدق ہے کہ اب بھی — رونق سے بھرے ہیں در و دیوار مدینہ
دل پیچھے کو کھنچتا ہے قدم بڑھتے ہیں آگے — یوں کعبے کو جاتا ہے گرفتارِ مدینہ
لاچار ہوں مجبور ہوں جاتا تو ہوں لیکن — آئے گا بہت یاد یہ دربارِ مدینہ
مجھ کو بھی ملے آپ کی رحمت کا تصدق — آیا ہوں بڑی دور سے سرکارِ مدینہ
یارب ترے اس بندۂ عاجز کی دعا ہے — پھر اس کو ملے عزتِ دیدارِ مدینہ
مرزا نے جو کعبہ میں بھی مانگا تو یہ مانگا — اللہ بنا دے مجھے سرشارِ مدینہ

اپنے وطن کی سمت چلا جا رہا ہوں میں — غم ہے کہ تم سے دور ہوا جا رہا ہوں میں
رحمت سے اپنی دور نہ فرمائیے مجھے — میرے مدینے والے پیا جا رہا ہوں میں

کیا بتاؤں کہ کیا ہے مدینے میں — رحمتِ کبریا ہے مدینے میں
سب کا بدر الدجیٰ ہے مدینے میں — میرے دکھ کی دوا ہے مدینے میں
جس سے ظاہر و باطن منور ہوئے — وہی شمس الضحیٰ ہے مدینے میں
جس کا ثانی ہوا ہے نہ ہوگا کبھی — ایسا نور الہدیٰ ہے مدینے میں
یوں تو مکہ میں بھی خوب گذری مگر — حق یہ ہے جی لگا ہے مدینے میں
یاالٰہی مدینہ نہ چھوڑے مجھے — بس یہی اک دعا ہے مدینے میں
ڈھونڈتی خود ہے رحمت سیہ کار کو — فضل کی انتہا ہے مدینے میں
مغفرت کے لئے ہر گنہ گار کا — آخری آسرا ہے مدینے میں
عمر بھر جس کو مرزا نہ بھولیں گے ہم — لطف ایسا ملا ہے مدینے میں

بیاں کس طرح ہو ثنائے محمدؐ
خدا کی رضا ہے رضائے محمدؐ

لرزنے لگا کفر و طغیاں کا عالم
جو دنیا میں تشریف لائے محمدؐ

محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا
یہ جو کچھ ہے سب ہے برائے محمدؐ

ٹھکانہ کچھ اس عظمت و شان کا ہے
کہ ہے عرش بھی زیرِ پائے محمدؐ

بنا کعبہ قبلہ، تو حکم خدا سے
سبب حکم کا ہے ادائے محمدؐ

لگاؤں میں آنکھوں میں سرمہ سمجھ کر
میسر ہو گر خاکِ پائے محمدؐ

مزا مجھ کو جینے کا آنے لگا ہے
مرے دل میں جب سے سمائے محمدؐ

یہ کہہ کر مناتا ہوں بے چین دل کو
وہ آئے وہ تشریف لائے محمدؐ

جو ہیں نیک فیضان انکو مبارک
گنہگار ہیں گے دعائے محمدؐ

ہمارے سروں پر بھی محشر میں یارب
رہے سایہ افگن لوائے محمدؐ

مری جان وابستہ ہے تن سے جب تک
مرا دل رہے مبتلائے محمدؐ

مری روح تن سے جدا ہو کے یارب
رہے تا قیامت فدائے محمدؐ

بفضلِ خدا دل کی دھڑکن سے مرزا
مجھے آ رہی ہے صدائے محمدؐ

سیہ کار ہوں میں گنہگار ہوں میں
یہ مانا سراپا خطاکار ہوں میں
یہ سب کچھ بجا ہے مگر فضل رب سے
مئے حُبِّ احمدؐ سے سرشار ہوں میں

رواں ہوتے ہیں آنسو دل یکایک بیٹھ جاتا ہے
کہوں کیا اپنی حالت جب مدینہ یاد آتا ہے
نگاہیں ڈھونڈھتی ہیں ہر طرف انوار کا عالم
اداسی دل پہ چھاتی ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے
غرض جب زندگی بارِ گراں معلوم ہوتی ہے
کوئی ایسے میں آتا ہے مری ڈھارس بندھاتا ہے
فضائے نا اُمیدی میں کرن امید کی پھوٹی
تصور سامنے بیتے ہوئے دن پھیر لاتا ہے
مجھے محسوس ہوتا ہے میں حاضر ہوں مدینے میں
چمک آنکھوں میں ہے اور دل خوشی کے گیت گاتا ہے
میں قرباں جس نے اس ذرہ کو بھی تابندگی بخشی
میں صدقے اُس کے جس نے مجھ کو ایسی زندگی بخشی

ذرا دیکھئے عزّ و شانِ محمدؐ — ہے اللہ خود مدح خوانِ محمدؐ
ادب سے ملائک جہاں حاضری دیں — وہ طیبہ میں ہے آستانِ محمدؐ
خزاں دیدہ ہیں سب چمن انبیا کے — بہاروں پہ ہے گلستانِ محمدؐ
تماشائے نورِ علیٰ نور بنگر — کلامِ خدا بر زبانِ محمدؐ

مرے مغموم دل کو شاد کیجے — یہ ویرانے کو بھی آباد کیجے
مدینے کے لئے بے تاب ہے دل — مرے آقا مجھے پھر یاد کیجے

خُلقِ سراپا، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
شافعِ محشر فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
لہرایا توحید کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم
ظلمتِ کفر و شرک ہوئی کم صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کی عزت اور عظمت پر آپکی ذاتِ بابرکت پر
نازاں ہے اولادِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم
کس کو ملا یا اوج یہ رتبہ، کوئی نہیں مخلوق میں تم سا
ایسا مکرم ایسا معظم صلی اللہ علیہ وسلم

بھید یہ کوئی کیسے جانے، فرش پہ رہکر عرش پہ پہنچے
آئے موخر ہو کے مقدم صلی اللہ علیہ وسلم
دل میں ہے میرے جلوہ جن کا آنکھوں میں ہے نقشہ جن کا
نام ہے لب پر ان کا ہر دم صلی اللہ علیہ وسلم
مرزا خود تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن نسبت اسکی بڑی ہے
نظرِ ترحم، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

اُن کی حریم ناز مری چشم تر میں ہے ایسی عظیم چیز اور اتنے سے گھر میں ہے
بھولا نہیں ہے دل تری ذرہ نوازیاں جلووں کی وہ بہار ابھی تک نظر میں ہے
پرواز کی سکت تو نہیں ہے نہیں سہی پرواز کی ہوس تو مگر بال و پر میں ہے
رنگینیاں تمام ترے دم کے ساتھ ہیں پرتو ترے جمال کا شمس و قمر میں ہے

دل کے سوا بھی اب تو تری یاد کا ظہور — اشک رواں میں ہے کبھی درد جگر میں ہے
سمجھاؤں کس طرح میں تجھے میرے ہمنشیں — کیسی کشش مدینہ کے دیوار و در میں ہے
مرزا وہی جنون جو طیبہ کو لے گیا — سودا اسی کا پھر سے پھر اپنے سر میں ہے

غم کی کہانی کس کو سناؤں میرا مقدر پھوٹ گیا
خواب میں ان کا دامن تھاما بیداری میں چھوٹ گیا

قول بزرگاں ہے یہ ہمدم یک در گیر و محکم گیر
ایک سے رشتہ جب سے جوڑا سب سے علاقہ ٹوٹ گیا

دھن دولت تو کچھ بھی نہ تھی ہاں صبر و سکوں والے تھے ہم
اس کو خدا آباد رکھے جو صبر و سکوں بھی لوٹ گیا

بے ٹوٹا دل پتھر ہے جب ٹوٹ گیا تو گوہر ہے
سن کے قلندر کا یہ نعرہ ضبط کا دامن چھوٹ گیا

پہلے مرزا چپ چپ سے تھے کچھ جو کھلے تو یوں بولے
جینے کا کیا لطف میاں جب مکہ مدینہ چھوٹ گیا

میرے مخدوم مجھ سے عزم حج تم کو مبارک ہو
تجلی کی فراوانی سے دل کو شاد کر لینا
سعادت حاضری کی جب ملے دربار عالی میں
گزارش ہے کہ اس ناچیز کو بھی یاد کر لینا

اسے سہل ہر کڑی ہے اسے ہر بلا گوارا
جسے زندگی میں پیارے ترا مل گیا سہارا

دل و جاں نثار تجھ پر ابھی مشقِ ناز فرما
نہ سکت ہے بولنے کی نہ ہے دیکھنے کا یارا

ترے نام نے کیا ہے مرے دل کا بوجھ ہلکا
مرا کام بن گیا ہے تجھے جب کبھی پکارا

تو مجھے بھی یاد فرما یہ ہے اختیار تیرا
میں نے اپنا لمحہ لمحہ تری یاد میں گزارا

تجھے ناگوارِ خاطر نہیں ہو تو عرض کردوں
مرے دل کی آرزو ہے کہ کبھی تو ہو نظارا

یہ ہے راہِ عشق مرزا وہی اسکے بھید جانے
تجھے کس لئے نوازا تجھے کس خطا پہ مارا

اپنے رُخِ روشن کا پروانہ بنا ڈالا
میں اس پہ فدا جس نے دیوانہ بنا ڈالا

اک بوند بھی ساقی نے پینے کو نہ دی مجھکو
اک مست نظر ڈالی مستانہ بنا ڈالا

اظہارِ محبت میں آزاد تو رہتے تھے
دیوانے کے بدلے کیوں فرزانہ بنا ڈالا

جو کام ہے ساقی کا حکمت سے نہیں خالی
میخانے کی مٹی سے پیمانہ بنا ڈالا

جو دوست نہیں اسکا وہ دوست نہیں اپنا
اپنوں کو محبت نے بیگانہ بنا ڈالا

خالق کی جگہ دل پر مخلوق کا قبضہ ہے
نادان نے کعبے کو بت خانہ بنا ڈالا

درد غم الفت کا یوں حال سنا اس نے — دکھڑے کو مرے گویا افسانہ بنا ڈالا
اس بزم میں حاضر تھے فرزانے ہی فرزانے — پر اس نے جسے چاہا دیوانہ بنا ڈالا
ساقی کی توجہ سے یہ حال ہے رندوں کا — جس گوشہ میں جا بیٹھے میخانہ بنا ڈالا

جب حسن محمدؐ کی ایک شمع ہوئی روشن
خاکسترِ امرزا کو پروانہ بنا ڈالا

دل و جاں سے تری رحمت کے صدقے — مزہ جینے کا ہر دم پا رہا ہوں
وہ فرماتے ہیں میری دستگیری — میں گر گر کر سنبھلتا جا رہا ہوں

کہوں کیا کہ کیسی راحت دل مضطرب نے پائی
مجھے تیرے سبز گنبد کی جھلک نظر جو آئی
میں نہیں ترے غلاموں کے بھی جوتیوں کے قابل
یہ فقط ترا کرم ہے کہ مرادِ دل بر آئی
میں سیاہ قلب لے کر ترے پاس کیسے آؤں
نظرِ کرم سے کر دے مرے قلب کی صفائی
مرے لب پہ نام تیرا مرے دل میں یاد تیری
نئی زندگی ملی ہے تری جب سے دھن سمائی
مجھے جب سے مل گیا ہے نظرِ کرم کا صدقہ
نہ وقار کی تمنا نہ ملال جگ ہنسائی

یہی آرزو ہے دل کی، ترے در پہ جان نکلے
وہی در جہاں ملا ہے مجھے لطفِ جبہ سائی

تری آستان بوسی کا شرف ہے مجھ کو حاصل
یہی زادِ آخرت ہے یہی میری ہے کمائی

یہ سیاہ کار مرزاؔ ترے در پہ آپڑا ہے
اُسے دو جہاں سے بڑھ کر ترے در کی ہے گدائی

دردِ فرقت کا بڑھنا بھی کام آگیا
لے کے تسکین ان کا پیام آگیا

کیف و مستی کا ہے نام اب زندگی
جب سے دل میں وہ مستِ خرام آگیا

بے پئے سب کے سب مست ہونے لگے
اُنکے آتے ہی گردش میں جام آگیا

بن کے رحمت وہ آئے تو دل نے کہا
مغفرت کے لئے اذنِ عام آگیا

پہنچے مکہ سے طیبہ تو آئی صدا
سنبھلے رہنا، ادب کا مقام آگیا

آنکھیں نم ہوگئیں دل تڑپنے لگا
جب زباں پر محمدؐ کا نام آگیا

آرزو ہے کہوں میں قدم چوم کے
آپ کا سب سے ادنیٰ غلام آگیا

کس کی نظرِ کرم کی عطا ہے کہ اب
ایک گمنام بالائے بام آگیا

شاہِ طیبہ کو مرزاؔ پہ رحم آگیا
اُس کا آنسو بہانا تو کام آگیا

اس طرح سے آنکھوں میں سما جائے مدینہ
جس سمت نظر جائے نظر آئے مدینہ

مدت ہوئی دیکھے رُخِ زیبائے مدینہ
اب تک بھی زباں پر ہے مری ہائے مدینہ

بیداری میں گر دید کا امکان نہیں ہے
یارب مجھے سوتے میں نظر آئے مدینہ

پُر کیف ہے، پُر لطف ہے ہو جونسا موسم
برسات ہو، گرما ہو کہ سرمائے مدینہ

دل کھول کے میں خاک میں لوٹونگا شب و روز
تقدیر مری اب کے جو دکھلائے مدینہ

دل مست زباں گنگ، بیاں کیسے کروں میں
آنکھوں نے جو دیکھا ہے تماشائے مدینہ

جچتا نہیں دنیا کی نظر میں تو بلا سے
دل میرا ہے لذت کش صہبائے مدینہ

دل وہ ہے کہ جس دل میں تری یاد ہے ہر دم
سر وہ ہے کہ جس سر میں ہے سودائے مدینہ

کس منھ سے کروں شکر کہ مرزا مرے دل میں
پہلے سے زیادہ ہے تمنائے مدینہ

اب انکی عنایت سے جینا مرا جینا ہے
ہے پیش نظر کعبہ اور دل میں مدینہ ہے
تو اُس کا مرکز ہے اب رحم و کرم والے
طوفان بلا کا ہے کمزور سفینہ ہے

جب قلب پہ کھلتے ہیں اسرار مدینے کے
آنکھوں سے برستے ہیں انوار مدینے کے

نظروں میں سمائے ہیں گلزار مدینے کے
سینے میں ہیں پوشیدہ انوار مدینے کے

فیضان کی جو مئے ہے وہ آنکھوں ہی آنکھوں سے
پیتے ہیں پلاتے ہیں مے خوار مدینے کے

برکات میں طیبہ کے یہ سب سے بڑی برکت
مائل بہ کرم ہردم، سرکار مدینے کے

دیکھا تو بہت کچھ تھا، سب بھول گیا لیکن
محفوظ ہیں آنکھوں میں آثار مدینے کے

طیبہ کے جو ساکن ہیں مسکین نہ ہوں کیسے
مسکین تھے جب خود بھی مختار مدینے کے

محروم رہے جو تھے محروم محبت سے
جنت میں نظر آئے بیمار مدینے کے

کچھ خاص انھیں لذت ملتی ہے جب ہی ہمدم
دنیا سے ہیں مستغنی سرشار مدینے کے

ہے عشقِ محمدؐ کی جس دل میں تڑپ مرزا
پھولوں سے اُسے بڑھکر ہیں خار مدینے کے

یہی میری زندگی ہے یہی اوڑھنا بچھونا
ترا نام لیتے رہنا تجھے یاد کر کے رونا
ترے در سے روتا روتا جو چلا کہا کسی نے
تجھے جو ملی ہے نعمت اسے عمر بھر نہ کھونا

دل کہیں بھی نہ لگا
تیرے کوچہ کے سِوا
چین مجھ کو نہ ملا
تیرے کوچہ کے سِوا

جس نے جو مانگا ملا
تھے وہ مائل بہ عطا
مانگتا کیا میں بھلا
تیرے کوچہ کے سِوا

ہے خدا لگتی یہی
ہم نے دیکھی نہ سنی
ایسی پُر نور فضا
تیرے کوچہ کے سوا

نہ کوئی بگڑی بنی
نہ ہدایت ہی ملی
نہ ملا فضلِ خدا
تیرے کوچہ کے سِوا

خوش نہوں کیسے یہاں
مجھ کو مل سکتی کہاں
ایسی جنت کی ہوا
تیرے کوچہ کے سوا

نہ ملا نام و نشاں
اور جنت ہے کہاں
وہ بھی یاں زیرِ سما
تیرے کوچہ کے سِوا

حالِ دل عرض کروں
تیری خدمت میں رہوں
میری آئے نہ قضا
تیرے کوچہ کے سِوا

پوچھا کچھ اپنی سنا — رو کے مرزا نے کہا
نہیں جینے کا مزہ — تیرے کوچہ کے سوا!

کعبہ میں بھی دیکھا دل اپنا، طیبہ کی طرف ہی مائل ہے
راحت ہے ترے قدموں میں اُسے، جو تیری نظر کا گھائل ہے
یہ مال یہ زر، یہ دھن دولت، سب ہیچ ہے اسکی نظروں میں
تھوڑی سی توجہ بھی تیری، جس خوش قسمت کو حاصل ہے
ہر موج جو تھی طوفانی تھی، اور نیّا ڈوبنے والی تھی
جب ان کو پکارا یہ دیکھا، طوفان نہیں ہے ساحل ہے
آئے ہیں وہ میری کٹیا میں کیا نذر میں دوں کیا پیش کروں
آنکھوں میں خوشی کے آنسو ہیں، ٹوٹا ہوا پہلو میں دل ہے
طیبہ کے سخی داتا تیری، تعریف ہے سارے عالم میں
اک نظرِ کرم ہو مرزا پر، یہ دُور افتادہ سائل ہے

خوش نصیبی سے وہ رہنما مل گیا — جس کے ملنے سے ہم کو خدا مل گیا
ان کے قدموں پہ سر تھا کہ موت آ گئی — عشق کا سب سے بہتر صلہ مل گیا
عاقبت کی اسے فکر کیا ہو جسے — جیتے جی دامنِ مصطفٰے مل گیا
آیۂ قابَ قوسین نازل ہوئی — آپ کے قربِ حق کا پتہ مل گیا
بحرِ عصیاں کے طوفان سے بچ گئے — فضلِ خالق سے وہ ناخدا مل گیا

وہ کسی اور در پر گیا ہی نہیں
جب سے مرزاؔ کو در آپ کا مل گیا

نام ترا تسکین دل و جاں — تیری محبت حاصل ایماں
عرش کی عزت، فرش کی زینت — میں تیرے صدقے میں تیرے قرباں
تیری رضا میں سیدِ عالم — مضمر ہے خوشنودیٔ یزداں
خادم در پر آیا ہے لے کر — دیدۂ گریاں، حالِ پریشاں
جاری و ساری فیض ہے تیرا — مجھ کو بھی صدقہ قاسمِ دوراں
کالی کملی والے آقا — میری ہر مشکل ہو آساں
مُردہ دل زندہ ہو جائے — ویرانہ بن جائے گلستاں
مجھ کو عطا ہو نورِ حکمت — آساں کر دے، مجھ پر قرآں
دیکھتے ہی قدموں پہ گروں میں — پورا ہو یہ میرا ارماں

نام میں تیرے پیارے محمدؐ
مرزاؔ کی راحت کا ساماں

صلّی اللہ علی محمدؐ — صلّی اللہ علیہ وسلّم

میری قسمت کو جگاتی ہے علالت میری — انکے قربان وہ کرتے ہیں عیادت میری
یہ تعلق ہے مدینے سے بفضلِ یزداں — نام سنتے ہی مچلتی ہے طبیعت میری
تجھ سے تھا دور تو مجھ سا کوئی بدبخت نہ تھا — قابلِ رشک مگر آج ہے قسمت میری

اور تو اور خود اللہ کو پہچان لیا — جب سے معلوم ہوئی مجھکو حقیقت میری
آپ کی مدح میری نعت نہیں کر سکتی — نعت گوئی سے مگر بڑھتی ہے عزت میری
اور ہو گی کہیں جنت مجھے انکار نہیں — میرے سرکار کے قدموں میں ہے جنت میری
دوست کے بھیس میں پھرتے ہیں لٹیرے یا رب — لٹ نہ جائے کہیں ایمان کی دولت میری
اس کو ملنا ہے جسے آپ دلانا چاہیں — یہ حقیقت ہے نہیں ہے کوئی جدت میری
آپ کا نام سہارا ہے مرے جینے کا — آپ کی یاد میں رہنا ہے عبادت میری

اُن کی رحمت کے مزے لوٹ رہا ہوں مرزا
لوگ ہنستے ہیں ہنسیں دیکھ کے حالت میری

لاکھوں سائل ہیں اور ایک داتا — پھر بھی خالی نہیں کوئی جاتا
وہ بڑی نا مبارک گھڑی ہے — مجھ کو جب تو نہیں یاد آتا
گر نہ ہوتا ترا کفش بردار — کوئی کیوں مجھکو خاطر میں لاتا
کاش دل کی تمنا بر آتی — اپنا دکھڑا میں ان کو سناتا
بن گئے حکم سے بھائی بھائی — جن میں تھا کوئی رشتہ نہ ناتا

حال مرزا کا سن سن کے بولے
وہ کئے کی سزا کیوں نہ پاتا

میرے دل میں ہے تری یاد لبوں پر ترا نام
اب کسی سے نہیں مطلب ہے اسی کام سے کام

سرفرازی ہو پھر اک بار طلب فرما کر
شاہ طیبہ کو سنا دے کوئی عاجز کا پیام

خود سماعت اُسے فرماتے ہیں فخرِ عالم
بھیجتے ہیں جو غلامان درود اور سلام

ان کی توصیف کرے کوئی تو کس منہ سے کرے
جن پہ نازل ہوا تیئیس برس حق کا کلام

اک علاقے کے سوا سارے علاقے ٹوٹے
جب سے ساقی نے پلایا ہمیں توحید کا جام

اس کو ایمان کی ملتی ہے حلاوت مرزا
جس پہ کھلتا ہے محمدؐ کی رسالت کا مقام

کیا نہ تھا پہلے، بہت کچھ تھا مگر میں مرزا
اب تو ہوں صرف محمدؐ کے غلاموں کا غلام

نہ کیوں رشک ہم پر کریں چاند تارے
محمدؐ کے ہم ہیں محمدؐ ہمارے

وہی حشر میں کام آئے پیارے
تری یاد میں ہم نے جو دن گزارے

بہت سے یہی کہتے کہتے سدھارے
محبت کی بازی وہ جیتے نہ ہارے

دو عالم میں سب کا پیارا خدا ہے
محمدؐ مگر ہیں خدا کے پیارے

ترا واندہ در بگڑتا ہے ایسا
سنورتا نہیں لاکھ کوئی سنوارے

مدد کو وہ آتے ہیں اس وقت ہمدم
انہیں جب طلبگار دل سے پکارے

پڑے تھے قافلے میں یہ ناچیز مرزا
چلا جا رہا ہے کنارے کنارے

مکہ سے میں طیبہ کو چلا سوئے محمدؐ
ہر سمت سے آئی مجھے خوشبوئے محمدؐ

وہ پیکرِ رحمت ہیں یہ سب انکا کرم ہے
ورنہ میں کہاں اور کہاں کوئے محمدؐ

طیبہ میں یہ رحمت کی گھٹا چھائی ہوئی ہے
یا سایہ فگن ہم پہ ہیں گیسوئے محمدؐ

ان آنکھوں کے قربان وہ ہیں دیدنی آنکھیں
جن آنکھوں نے دیکھا ہے کبھی روئے محمدؐ

عبدیت کامل کا صلہ قرب اتم ہے
اس قرب کی تمثیل ہیں ابروئے محمدؐ

مرزا کی تمنا ہے دم مرگ الٰہی
کچھ بھی نہ نظر آئے بجز روئے محمدؐ

مسافر مدینے کو جو جا رہے ہیں
وہ اپنے مقدر پہ اترا رہے ہیں

وہ جتنا بھی اترائیں کم ہے کہ ان کو
حبیب خدا یاد فرما رہے ہیں

میں انکے قدم اس لئے چومتا ہوں
مدینے کے دربار میں جا رہے ہیں

مبارک کہ پھر آگیا حج کا موسم
مدینے کو جانے کے دن آ رہے ہیں

ولی ہوں، قطب ہوں کہ ہوں غوثِ اعظم
محمدؐ کی عظمت کے گن گا رہے ہیں

بدقت سنبھالا تو ہے دل کو لیکن
کروں کیا کہ آنسو بہے جا رہے ہیں

مدینے سے دوری کی صورت میں مرزا
سزا اپنے اعمال کی پا رہے ہیں

دید ہوئی اور ملی عزتِ گفت و شنید
شکر ہے لب پر مگر دل میں ہے ھل من مزید

ربط یہ ہے انحصارِ معاملہ و فیض کا
جیسی طلب ویسی یافت، جیسی نظر ویسی دید

رسالت سے ظاہر جمالِ محمدؐ — مگر عبدیت ہے کمالِ محمدؐ
یہ عالم ہو یا ہو کوئی اور عالم — کہیں بھی نہیں ہے مثالِ محمدؐ

ہوں تو میں بے سر و سامان رسولِ عربیؐ — پھر بھی طیبہ کا ہے ارمان رسولِ عربیؐ
آپ تشریف نہ لاتے تو نہ ہوتا کچھ بھی — آپ مخلوق کی ہیں جان رسولِ عربیؐ
آپ کو جو نہ رکھے جان سے بھی بڑھ کے عزیز — اس کا کامل نہیں ایمان رسولِ عربیؐ
آپ ہی کی تو اطاعت ہے خدا کی طاعت — ہے یہ اللہ کا فرمان رسولِ عربیؐ
دل کو ملتے رہیں ہر وقت عنایت کے خزانے — فیض جاری رہے ہر آن رسولِ عربیؐ
سینہ کھل جائے مرا معرفتِ حق کیلئے — مجھ پہ آسان ہو قرآن رسولِ عربیؐ

باریابی کا شرف پھر ہو عطا مرزا کو
پھر بنا لیجئے مہمان رسولِ عربیؐ

آپ جس سے ہوئے انجان مدینے والے — اس کا رخصت ہوا ایمان مدینے والے
ہر برائی کا صلہ جس نے دیا نیکی سے — آپ کی ہے یہی پہچان مدینے والے
کہہ کے اَو اَدنیٰ رکھا راز کلامِ حق نے — کس کو حاصل ہوئی یہ شان مدینے والے
عبد ہو کر بھی جو معبود سے مل کر آئے — کون ہے آپ سا انسان مدینے والے
دیکھیے جس کو وہ ہے آپ کا محتاجِ کرم — سب پہ ہے آپ کا احسان مدینے والے
آپ کے پائے مبارک پہ مرا دم نکلے — بس یہی ہے مرا ارمان مدینے والے
میں گنہگار ہوں بے یار و مددگار نہیں — میرے آقا ہیں وہ سلطان مدینے والے

نام پاک آپ کا جس وقت بھی مرزا نے لیا
مشکلیں ہو گئیں آسان مدینے والے

جو دل و جاں سے رسولِ حق پہ شیدا ہو گیا
خلق اس کی ہو گئی، خالق بھی اس کا ہو گیا
گل سے پہلے اس کی خوشبو سے مہک اٹھا چمن
وہ ابھی آئے نہیں تھے، ان کا چرچا ہو گیا
مل گئی ایمان کی اس کو حلاوت مل گئی
ان کی الفت میں جو اس عالم میں رسوا ہو گیا
جس کو بھی جو کچھ ملا، ان کی غلامی سے ملا
ان کا دامن جس نے چھوڑا بے سہارا ہو گیا
آستانہ ان کا چھوٹا یا کہ جنت چھٹ گئی
ہائے ری قسمت، ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا
فرش کی عزت ادھر اور عرش کی زینت ادھر
ان کے دم سے عبدیت کا راز افشا ہو گیا
آنکھ میں آنسو چھلک آئے ہیں سن کر نام پاک
شکر ہے مرزا کہ دل میں درد پیدا ہو گیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ

جو لٹ سکتا نہیں ایسا خزینہ لے کے آیا ہوں
دلِ پُر درد میں اپنے مدینہ لے کے آیا ہوں

ہیں جس کی جستجو میں سینکڑوں دن رات سرگرداں
خدا کے فضل سے میں وہ دفینہ لے کے آیا ہوں

وہ جس نے ذرۂ ناچیز کو خورشید کر ڈالا
اُسی کے نور سے بھرپور سینہ لے کے آیا ہوں

مجھے قسمت پہ اپنی جس قدر بھی ناز ہو کم ہے
مدینہ ہو کے آیا ہوں، مدینہ لے کے آیا ہوں

وطن کی واپسی سُن کر مرے احباب آئیں گے
نظر پڑتے ہی بڑھ کر خوب سینے سے لگائیں گے
مُبارکباد بھی دیں گے ہنسیں گے مسکرائیں گے
وہاں مجھ کو مدینہ یاد آجائے تو کیا ہوگا

میں اسٹیشن سے سب سے مل کے اپنے گھر کو جاؤنگا
ترستے تھے جو صورت کو انھیں صورت دکھاؤنگا
خلوص اور پیار کی دنیا میں جب اپنے کو پاؤں گا
وہاں مجھ کو مدینہ یاد آجائے تو کیا ہوگا

سراپا نور سے بدلا شبِ دیجور کا عالم
کہاں سے لاؤں گا حدِ نظر تک نور کا عالم
وہ جلوؤں کی فراوانی وہ کوہِ طور کا عالم
خدا جانے مدینہ یاد آجائے تو کیا ہوگا

مچل جائے دلِ بیمار تو کیسے مناؤں گا
سبق میں ضبط کا آہوں کو کس منہ سے پڑھاؤنگا
میں کس پانی سے مرزا آگ سینے کی بجھاؤنگا
خدا جانے مدینہ یاد آجائے تو کیا ہوگا

سلام

سب سے پیارا ہے رب کو محمد کا نام
ان پہ لاکھوں دُرود، ان پہ لاکھوں سلام

جن پہ صلوٰتِ رب اور ملائک مدام
ان پہ لاکھوں دُرود، ان پہ لاکھوں سلام

وہ حبیبِ خدا ہیں شفیع الانام
ان پہ لاکھوں دُرود، ان پہ لاکھوں سلام

نعمتیں حق کی جن پر ہوئی ہیں تمام
ان پہ لاکھوں دُرود، ان پہ لاکھوں سلام

خلق میں سب سے اونچا ہے جن کا مقام
ان پہ لاکھوں دُرود، ان پہ لاکھوں سلام

جن کے ہونٹوں کو چومے خدا کا کلام
ان پہ لاکھوں دُرود، ان پہ لاکھوں سلام

جن کے گرویدہ جن و بشر خاص و عام
ان پہ لاکھوں دُرود، ان پہ لاکھوں سلام

مجھ کو بخشا جنھوں نے محبت کا جام
ان پہ لاکھوں دُرود، ان پہ لاکھوں سلام

یاد جن کی مرے دل میں ہے صبح و شام
ان پہ لاکھوں دُرود، ان پہ لاکھوں سلام

سب کے آقا ہیں جو سب ہیں جنکے غلام
ان پہ لاکھوں درود، ان پہ لاکھوں سلام

جن کا مرزا بھی ہے سب سے ادنیٰ غلام
ان پہ لاکھوں دُرود، ان پہ لاکھوں سلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دُرودِ تاج

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ
التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ط دَافِعِ
الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ ط
اِسْمُہٗ مَکْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ
فِی اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ط سَیِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ط جِسْمُہٗ
مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَھَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِی الْبَیْتِ
وَالْحَرَمِ ط شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی صَدْرِ الْعُلٰی
نُوْرِ الْھُدٰی کَھْفِ الْوَرٰی مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ط
جَمِیْلِ الشِّیَمِ ط شَفِیْعِ الْاُمَمِ ط صَاحِبِ الْجُوْدِ
وَالْکَرَمِ ط وَاللّٰہُ عَاصِمُہٗ وَجِبْرِیْلُ خَادِمُہٗ
وَالْبُرَاقُ مَرْکَبُہٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُہٗ وَ
سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی مَقَامُہٗ وَقَابَ قَوْسَیْنِ
مَطْلُوْبُہٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُہٗ وَالْمَقْصُوْدُ
مَوْجُوْدُہٗ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ

شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِیْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ شَمْسِ الْعَارِفِیْنَ سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِیْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْغُرَبَآءِ وَالْمَسَاکِیْنَ سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبِّ الْمَغْرِبَیْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ مَوْلٰنَا وَمَوْلَی الثَّقَلَیْنِ اَبِی الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ یٰاَیُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ؕ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَفْضَلَ صَلَوٰتِكَ وَعَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ؕ

منقبت

حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

تم قطبِ دوراں، مخدوم عالم
تم شاہ جیلاں، صدق مجسّم
دردِ محبّت ہو نہ کبھی کم

یا غوث الاعظم، یا غوث الاعظم رضہ

عظمت و عزّت کوئی کہے کیا
پائے مُبارک سینے کو تیرا
کُل اولیاء نے کیں گردنیں خم

یا غوث الاعظم، یا غوث الاعظم رضہ

فاطمہ رضہ کے ہو راج دُلارے
تم ہو علی رضہ کی آنکھ کے تارے
تم میں نبی صلعم کا فیض مجسّم

یا غوث الاعظم، یا غوث الاعظم رضہ

پیر نے میرے مجھ کو عطا کی
تیری محبّت تیری غلامی
نام ہے لب پر تیرا ہر دم
یا غوث الاعظم، یا غوث الاعظم رضہ

تم ہو حسینی، تم حسنی ہو
وارثِ کُل فیضانِ علیؓ ہو
نُور کے دھارے تم ہیں ہوئے ضم
یا غوث الاعظم، یا غوث الاعظم رضہ

ہجر کے غم میں حال بُرا ہے
جب میرے غم میں تیری رضا ہے
پھر مجھے غم کا کوئی نہیں غم
یا غوث الاعظم، یا غوث الاعظم رضہ

راہِ ہدایت سب کو دکھائی
کس کی نہیں ہے مشکل کشائی
مرزا پر بھی نظرِ ترحم
یا غوث الاعظم، یا غوث الاعظم رضہ

حضرت الحاج مولٰنا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب قبلہ نقشبندی و قادری رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ پیدائش

۱۰ ذی حجہ ۱۲۹۲ھ
روز جمعہ ۵ ساعت صبح

تاریخ وصال

۸ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ
۸ بجے صبح روز پنجشنبہ

آخری آرام گاہ

نقشبندی چمن — مصری گنج — بیرون فتح دروازہ

حیدر آباد دکن

وہ ارشاد گرامی جس نے مجھے حضرت قبلہ رح کا کفش بردار بنادیا:-
"بابا! لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کی تمنا کرتے ہیں، مگر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری اطاعت کرنا، تمام سنتوں کا پابند رہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنا ہے۔ خواب میں دیکھنے سے بیداری کا دیکھنا افضل ہے۔"

حضرت عبدالماجد صاحب دریابادی مدیر "صدق جدید" لکھنو نے جلد ۱۴ شمارہ ۱۹ مورخہ ۳ رجمادی الاول ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۱ر ستمبر ۱۹۶۴ء روز جمعہ کی اشاعت میں ابوالحسنات حضرت سید عبداللہ شاہ صاحبؒ کے وصال کی خبر پر جو نوٹ تحریر فرمایا وہ حسب ذیل ہے:-

"دکن کا آفتاب طریقت غروب ہوگیا مولانا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب نہ صرف ایک بڑے پایہ کے فاضل اور حدیث و فقہ میں بالغ النظر تھے اور مشکوٰۃ کی طرز کی ایک جامع کتاب حدیث موافق مسلک حنفیہ کے مصنف بلکہ طریق نقشبندی کے ایک بڑے صاحب نسبت بزرگ بھی۔ ۹۲ بیانوے سال کی عمر اور غایت ضعف اور نقاہت کے باوجود بھی نماز تہجد کا التزام رکھے ہوئے تھے۔ ذاتی نیاز کا شرف کل ایک ہی بار حاصل ہوا۔ آج سے گیارہ مہینے قبل اکتوبر ۱۹۶۳ء میں وہ بھی گھنٹوں کا نہیں منٹوں کا۔ لیکن وہ چند منٹ بھی روحانیت بلکہ نورانیت کی خنک تابش کے لحاظ سے حاصل سفر حیدرآباد تھے اللہ ان کے ظاہری و باطنی فیوض کو عام و تام کرے اور حضرتؒ کو زمرۂ صدیقین میں محشور فرمائے"۔

دل کے ٹکڑے

سید عبداللہ شاہؒ آیا ہوں
دل کے ٹکڑوں کی نذر لایا ہوں

منزلِ حق کے رہنما تم تھے
سب کے ہر درد کی دوا تم تھے

میرے دل کی حیات تم سے تھی
رونقِ کائنات تم سے تھی

روئے روشن نظر جب آتا تھا
قلبِ مضطر سکون پاتا تھا

دل کو تسکیں نظر کو راحت تھی
دیکھ لینا تمہیں عبادت تھی

کوئی دکھ درد جب ستاتا تھا
آپ کا نام لب پہ آتا تھا

اب وہی نام جب نکلتا ہے
آنکھ روتی ہے دل پگھلتا ہے

جو گذرتی ہے کوئی کیا جانے؟
میری حالت مرا خدا جانے!

آپ بن گھل رہے ہیں یہ دن رات
المدد سیدی ابوالحسنات!

کون ہے پیکرِ عمل کہیئے؟
اب کسے آپ کا بدل کہیئے!

عظمت و عشق و اتباعِ رسولؐ
ہے یہ رازِ عطائے حسنِ قبول

عشقِ احمد سے سینہ تھا بھرپور
پھر برستا نہ کیسے نور ہی نور

سنتوں پر عمل رہا اُن کا
وہ خدا کے تھے اور خدا ان کا

اُن کو مسجد سے عشق تھا گویا
وقت زاید یہیں گزرتا تھا
اب یہ مسجد ہمیں رلاتی ہے
چپّہ چپّہ سے یاد آتی ہے
آج پہلا سا سوز و ساز نہیں
ویسی لذّت بھری نماز نہیں

آپ بن گھل رہے ہیں یہ دن رات
المدد سیّدی ابوالحسنات

علم غمگیں ہے سوگوار عمل
کوئی لائے کہاں سے ان کا بدل
وہ حدیث و فقہ کے فاضل تھے
اور شریعت کے سخت عامل تھے
قابلِ رشک شیخ کامل تھے
وہ صفِ اولیں میں شامل تھے
علم تازہ کا قلب چشمہ تھا
فیض بخشی میں مثلِ دریا تھا
خدمتِ خلق پر مقرر تھے
حلم اور عاجزی کے پیکر تھے
اب غریبوں کا ان سا یار کہاں؟
ویسا غم خوار غم گسار کہاں؟
جسم امراض کا شکار رہا
قلب مصروفِ یادِ یار رہا
سخت تکلیف میں بھی شاکر تھے
آخری سانس تک بھی ذاکر تھے
وہ جنھیں لوگ آج روتے ہیں
"نقشبندی چمن" میں سوتے ہیں
اَبدی نیند اُن پہ طاری ہے
قلب بیدار، فیض جاری ہے
فیض کا سلسلہ خدا رکھے
اس چمن کو ہرا بھرا رکھے (آمین)

ہوں بلند اُن کے قرب کے درجات
سُن لے مرزا کی قاضی الحاجات

"ترانے"

مرزا شکور بیگ کے مزاحیہ کلام کا مجموعہ
جسمیں گدگدیوں کے ساتھ چٹکیاں بھی ہیں۔
قیمت (ایک روپیہ) علاوہ محصول ڈاک

مرزا صاحب کے اور دوسرے
نعت شریف کے مجموعے

ملنے کے پتے

۱۔ ادبی ٹرسٹ بک اسٹال — عابد روڈ۔ حیدرآباد
۲۔ سفینہ۔ سیف آباد — حیدرآباد

ٹیلیفون ۳۲۳۵۸

(معین دکن پریس)